بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ (پ ۲۸ ع ۴)

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جو ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس سے نہ ہو وہ مردود ہے (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

مسئلہ

عُرس اور گیارہویں

مصنفہ

حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑیؒ

ناشر حافظ عزیز الرحمٰن

مکتبہ تنظیم اہل حدیث چوک دالگراں ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ وَمَا نَھٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَھُوۡا

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ (پ ۲۸ ع ۴)

مَنۡ اَحۡدَثَ فِیۡ اَمۡرِنَا ھٰذَا مَا لَیۡسَ مِنۡہُ فَھُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جو ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے جو اس سے نہ ہو وہ مردود ہے (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

مسئلہ

عرس اور گیارہویں

مصنفہ

حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی رح

ناشر حافظ عزیز الرحمٰن

مکتبہ تنظیم اہل حدیث چوک دالگراں۔ لاہور

قیمت ۲/۲۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ گیارہویں

اس نام کا ہمیں ایک رسالہ ملا جو مولوی محمد شریف نوری لاہور کی تصنیف ہے۔ ہم نے اسے اول سے آخر تک دیکھا۔ صفحہ چار سے گیارہویں کا ثبوت شروع ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ علامہ امام شافعیؒ اپنی کتاب "قرۃ الناظرہ" کے صلا پر فرماتے ہیں کہ:-

"ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ بود ارشاد شد کہ اصل گیارہویں یازدہم ایں بود کہ حضرت غوث صمدانی بتاریخ یازدہم ربیع الآخر فاتحہ جہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند۔ آں نیاز آں چناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع حضرت غوث پاک بتقلید ایشاں یازدہم مے کردند۔ آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال

؎ اس میں دھوکہ ہے۔ فتامل پڑا

مردم فاتحہ حضرت شاں دریازدہم مے کنند تاریخ وصال حضرت محبوب سبحانی ہفت دہم ربیع الثانی بود "

ترجمہ۔ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی گیارہویں شریف کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارہویں شریف کی اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ حضور پرنور پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز آپنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ زاں بعد آپ ہر ماہ کی گیارہویں تاریخ کو ہی نبی کریم، رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز حضور غوث پاک کی گیارہویں مشہور ہوگئی۔ آجکل لوگ آپ کا عرس شریف بھی گیارہ تاریخ کو ہی کرتے ہیں حالانکہ آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الآخر ہے"

معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اصل میں حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرس مبارک ہے جو غوث پاک کی طرف منسوب ہوگیا

بحث ۵

جواب

سارے رسالہ میں یہی ایک روایت گیارہویں کے ثبوت میں پیش کی ہے مگر یہ اتنا بڑا بہتان ہے کہ اگر صاحب رسالہ نے اس سے توبہ نہ کی تو سوء خاتمہ کا زبردست خطرہ ہے۔ امام شافعی رحمہ نے نہ کوئی کتاب فارسی میں لکھی اور نہ یہ کتاب ان کی ہے۔ اسکے علاوہ امام شافعی رحمہ دوسری صدی ہجری میں ہوئے۔ اور شاہ عبدالقادر جیلانی چھٹی صدی ہجری میں۔ تو پھر امام شافعی کی کتاب میں ان کا ذکر کس طرح آگیا؟ یہ کس قدر جھوٹ پر جھوٹ پر ہے پھر فارسی عبارت کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔ اس میں ڈبل غلطی یہ ہے کہ فاتحہ چہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بودند" کا ترجمہ کیا ہے کہ چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ گیارہ ماہ ربیع الآخر کو کیا کرتے تھے حالانکہ فارسی میں "کردہ بودند" کے معنی ہمیشگی کے نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد شریف کو عربی کیا فارسی بھی نہیں آتی "کردہ بودند" کا معنی ہے "کیا تھا" نہ کہ ہمیشہ کرتے تھے۔ پھر اس میں یہ بھی ایک جھوٹ ہے کہ گیارہویں کو عرس بنا دیا حالانکہ عرس سال بہ سال ہوتا ہے اور گیارہویں ہر ماہ ہوتی ہے۔ جب اس کتاب کی

بسم اللہ ہی غلط ہے اور جھوٹوں کا پلندہ ہے تو باقی کو بھی اسی پر قیاس کرلیں ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس کے بعد صفحہ پانچ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ صلا کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ ہمارے ملک میں گیارھویں شریف کا دن مشہور ہے اور ہمارے مشائخ جو پیر پیران کی اولاد سے ہیں کے نزدیک متعارف مشہور ہے۔

جواب

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی بات کے مشہور ہونے سے وہ ثابت نہیں ہوتی۔ عرب میں بتوں کی پوجا مشہور تھی وہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بت تھے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویریں بنا رکھی تھیں۔ انکے ہاتھوں میں قسمت معلوم کرنے کے فال کے تیر تھے باوجود اس کے دعویٰ ملتِ ابراہیمی کا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا کہ خدا ان لوگوں کو ہلاک کرے۔ ان لوگوں نے ان پہ افترا کیا ہے۔ انہوں نے کبھی قسمت معلوم کرنے

کے لئے تیر استعمال نہیں کئے۔ ملاحظہ ہو بخاری جلد اول باب وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا (ص۲۷۳) پس کسی بات کا پھیل جانا یا مشہور ہو جانا کوئی دلیل نہیں۔ عیسائی بھی تو کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السّلام ہمارے گناہوں کے کفارہ میں سولی چڑھ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اسی طرح قرآن مجید پارہ چوتھا رکوع اوّل میں ہے۔ یہود کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا (الایۃ)

یعنی خدا کی طرف سے ہمیں وصیت ہے کہ ہم کسی رسول کے لئے ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس کوئی ایسی قربانی نہ لائے جس کو آگ کھا جائے۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ محمدؐ نے ہمیں یہ نشانی نہیں دکھائی۔ اس لئے ہم ان پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ یہود نے یہ جھوٹ مشہور کر رکھا تھا۔ اللہ کی طرف سے ایسی کوئی وصیّت نہ تھی۔ غرض اس قسم کے بہتیرے جھوٹے قصّے مشہور ہو جاتے ہیں جن پر کوئی دلیل نہیں۔ ایسے ہی گیارھویں سمجھ لیں۔

اس کے علاوہ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ کے اگلے صفحہ پر اس کی تردید کی ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ یہ ہیں۔

لَمْ يَكُنْ فِي زَمَنِ السَّلَفِ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ مُسْتَحْسَنَاتِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ :۔ زمانہ سلف میں عرس و گیارہویں کا نام ونشان نہ تھا پچھلے لوگوں نے اس کو اچھا سمجھ لیا ہے۔

حدیث میں ہے سلف کا زمانہ خیر القرون ہے پس انکے طریقہ کے خلاف دین میں کوئی نیا کام داخل کرنا اس میں کبھی خیر نہیں ہوسکتی۔ خواہ لوگ پچھلے کچھ سمجھ لیں۔ مولوی محمد شریف کو خیانت کی عادت بہت ہے۔ ایک بات ذکر کر جاتے ہیں اور اسی جگہ اس کی تردید ہوتی ہے اس کا نام تک نہیں لیتے۔ افسوس اے

یہ ٹھہرے ہیں اب دین کے رہنما
لقب ان کا ہے وارثِ انبیاء

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ ۶ پر ما ثبت بالسنۃ صد ۱۲۷ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شیخ عبدالوہاب قادری اپنے عرس میں گیارھویں تاریخ کا خیال رکھتے تھے۔

جواب

یہ سفید جھوٹ اور بہتان ہے۔ مولوی محمد شریف اسی طرح

جھوٹ بول بول کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اگر ہمت ہے تو اصل کتاب سے دکھائیں ورنہ گیارھویں چھوڑ دیں۔ اس کے علاوہ شریعت میں اپنی طرف سے کوئی تاریخ مقرر کر کے اس کی حفاظت کرنا ہی تو بدعت ہے جو کہ شرعاً حرام ہے۔ عبدالوہاب بیچارے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ شریعت میں مداخلت کرے۔ پھر عرس تو سال کے بعد ہوتا ہے۔ گیارہویں کا اس سے کیا تعلق؟ یہاں تک گیارہویں کا بیان ختم ہوا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ گیارھویں بالکل افتراء اور جھوٹ ہے۔ اور شریعت میں یہ بدعت اور حرام ہے۔

عُرس

اس کے بعد اس رسالہ میں شامی جلد اول باب زیارۃ القبور کے حوالہ سے عرس کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ابن ابی شیبہؒ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور تفسیر کبیر اور تفسیر درمنثور

کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال شہدائے احد کی قبروں پر جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

(شامی جلد اوّل)

ترجمہ: "تم پر سلام ہو بسبب اس کے کہ تم نے صبر کیا پس اچھا ہے انجام گھر کا"

نیز چاروں خلیفے بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

جواب

اس روایت کی اوّل تو سند ذکر نہیں کی یہ صحیح ہے یا ضعیف ہے۔ ابن ابی شیبہ ایسی کتاب ہے کہ اس کی کوئی روایت بغیر تحقیق کے لینی جائز نہیں۔ ملاحظہ ہو عجالہ نافعہ ص۶ مصنفہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی مرحوم اور تفسیر کبیر اور درمنثور اس سے بھی نیچے درجہ کی ہیں۔ پس ایسے حوالوں سے مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جب تک اس کی صحت وضعف بیان نہ ہو۔ دوسرے اس میں عرس مروجہ کا کوئی ذکر نہیں۔ قبروں کی زیارت کا ذکر ہے اور ان پر سلام ڈالنے کا ذکر ہے جو مسنون طریقہ ہے۔ قبروں کی صرف زیارت کو کوئی نہیں روکتا۔ نہ کوئی اس میں اختلاف ہے

اب بھی حاجی لوگ مسجد نبوی کی زیارت کو جاتے ہیں۔ وہ شہداء کی قبروں پر اور جنۃ البقیع اور روضہ مبارک کی سال بہ سال زیارت[1] کرتے ہیں مگر عرس مروّجہ کا نام و نشان نہیں نہ خیر قرون سے اس کا ثبوت ملتا ہے پس اس روایت کو عرس مروّجہ[2] کے ثبوت

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال بہ سال تشریف لیجانے کی روایت اگر ثابت ہو جائے تو اس میں بھی یہی حکمت تھی کہ جو لوگ سال بہ سال مدینہ آتے ہیں وہ شہداء احد کی قبور کی زیارت سے خالی نہ ہو جائیں کیونکہ جنۃ البقیع مسجد نبوی کے متصل ہے۔ اس کی زیارت آسان ہے برخلاف احد کے۔ وہ کئی میل باہر ہے اس بنا پر اس میں سستی کا خطرہ تھا سو آپ نے سال بہ سال زیارت سے اسی طرف توجہ دلا دی۔ گویا سال بہ سال مسنون طریقہ نہیں بلکہ مدینہ آنے والوں کی توجہ کے لئے ہے ورنہ جنت البقیع میں بھی سال بہ سال تشریف لے جاتے احد والوں کو خاص کیوں کیا؟ ۱۲ مولف

[2] عرس مروجہ میں میلہ کی طرح چہل پہل ہوتی ہے دور دراز سے دنیا آتی ہے اکٹھ کا اہتمام ہے مرد و عورت بن ٹھن کر شامل ہوتے ہیں جس سے کئی طرح کے منکرات اور فحاشات ظہور میں آتے ہیں بے پردگی کا مظاہرہ ہوتا ہے مجرے اور قوالیاں ہوتی ہیں قبر کو سجدے ہوتے ہیں نذریں نیازیں مانی جاتی ہیں چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں مرادیں مانگی جاتی ہیں برخلاف مسنون زیارت کے اس میں صرف موت کی یاد ہوتی ہے اموات کے لئے سلام اور دعا ہوتی ہے ——— کہاں عرس مروجہ اور کہاں مسنون زیارت۔ ۱۲

میں پیش کرنا سراسر غلط ہے۔
اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ سات پر شاہ شرف الدین کے ملفوظات کے حوالے سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے گیارہ دن بعد جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو بارھویں دن آپ نے بہت سا کھانا پکوایا تاکہ اس کا ثواب حضور اکرم کی روح پرفتوح کی نذر کریں۔

جواب

یہ روایت بالکل افتراء اور جھوٹ ہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔ کسی معتبر تاریخ یا حدیث کی کسی معتبر کتاب میں اس کا نام و نشان تک نہیں۔ یہ لوگ اسی طرح جھوٹی روایتیں بنا بنا کر لوگوں کو بہکاتے اور گمراہ کرتے ہیں۔ خدا محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ آٹھ پر حضرت شاہ ولی اللہ کے نام سے لکھا ہے کہ اسی سبب سے ہے مشائخ کے عرسوں کی حفاظت اور ان کی قبور کی زیارت اور فاتحہ پڑھنا اور صدقہ دینا اہتمام کرنا اور ان کے آثار و اولاد کی عزت کرنا۔

جواب:۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں

دیا۔ ویسے ہی لکھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لوگوں کے فعل کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی کے کرنے سے کوئی چیز جائز نہیں ہو جاتی۔ جب تک شرع سے ثابت نہ ہو۔ اس کے بعد شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے قول کا ذکر کیا ہے کہ پیروں کے عرسوں کا سلسلہ مشائخ کے طریقہ پر صفائی اور سماع سے جاری رکھیں گے

جواب

عبدالقدوس بیچارے کی کیا حیثیت ہے کہ شریعت میں دخل دیں اس کے بعد شاہ عبدالعزیزؒ کے فتویٰ عزیزیہ ص۱۱۱ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ فقیر ایک سال میں دو مجلسیں اپنے گھر میں کرتا ہے۔ ایک مجلس حضور علیہ السلام کی وفات کے ذکر میں۔ دوسری حسنینؓ کی شہادت کے ذکر میں۔

جواب

مولوی محمد شریف کو معلوم نہیں کہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیزؒ کے گھرانے میں بیوی کی صحنک[1] اور اس قسم کی اور بدعات بھی ہوتی

[1] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے عورتوں کی عام ضیافت ہوتی ہے جس میں ایک

تھیں جو بعض بیگمات مغلیہ خاندان کی جاری کی ہوئی تھیں۔ اور یہ بالاتفاق بُری ہیں۔ جوں جوں قرآن و حدیث کی روشنی ان کے خاندان میں آتی گئی اس قسم کی بدعات نکلتی گئیں۔ ان کے خاندان میں بیوہ کی شادی بھی نہیں کرتے تھے۔ شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ نے اس رسم کو مٹایا۔ تعفیل کے لئے مرحوم سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید کی سوانح عمریاں پڑھیں۔

اس کے بعد اسی رسالہ کے صفحہ پر کتب اصول کے حوالہ سے لکھا ہے۔

اَلْمُسْتَحَبُّ مَا اَحَبَّهُ الْعُلَمَاءُ۔

یعنی مستحب وہ کام ہے جس کو علماء محبوب سمجھیں۔

جواب

یہ بالکل افترا ہے کتب اصول میں یہ کوئی اصول نہیں لکھا اصول

بقیہ حاشیہ صفحہ نکاح والی شامل ہوتی ہیں جس سے نورجہاں کو شرمندہ کرنا مقصد تھا۔ کیونکہ اس کا دوسرا نکاح تھا اس کا نام بیوی کی صحنک تھا بیوی سے مراد حضرت فاطمہؓ ہیں شرمندہ ہونیوالی بیچاری مرگئی مگر بیوی کی صحنک بدستور جاری رہی ۱۲ امرتسری

کی کتابوں میں دلیلیں کل چار لکھی ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ یہ ظاہر بات ہے کہ گیارہویں اور عرس پر نہ قرآن و حدیث ہے اور نہ اجماع ہے اور نہ قیاس ہے بلکہ من گھڑت روایتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ جن کا ذکر اُوپر آچکا ہے۔

اسی صفحہ پر دو حدیثیں لکھی ہیں۔ ایک مَارَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ۔ ر یعنی جس کام کو مومن اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

دوسری روایت لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ: میری اُمّت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔"

جواب

یہ دونوں روایتیں اجماع کی دلیل ہیں لیکن گیارہویں اور عرس پر صرف بریلویوں کا عمل ہے۔ جو شرک و بدعت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اجماع کہاں ؟

اس کے بعد صفحہ گیارہ پر دیوبندیوں کو الزام دیا ہے کہ ان کے

ف یہ حدیث نہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے ملاحظہ ہو مقاصد حسنہ للسخاوی ۱۲

نزدیک گیارہویں (قرآن پڑھا ہوا ہو یا صدقہ) حرام ہے۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی پکی ہوئی مٹھائی اور کچوریاں اور پوریاں ان کے خاص مقررہ تہواروں کی بطور تحفہ بلاشک وشبہ جائز ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل ص۹۵ و حصہ دوم ص۱۳۲)

جواب

فقہ کی کتابوں میں کفار کے تہواروں کی تعظیم حرام لکھی ہے۔ پھر علماء دیوبند بطور تحفہ ان مٹھائیوں کو جائز کس طرح کہہ سکتے ہیں، اگر کسی کو غلطی لگ گئی ہو تو خدا معاف کرے۔

بدعت اور اس کی قسمیں

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ ۱۲ پر بدعت کی بحث لکھی ہے ایک بدعت حسنہ ہوتی ہے اور ایک سیّئہ۔

جواب

شرع میں بدعت حسنہ کا وجود ہی نہیں کیونکہ حدیث میں صاف

لفظ آئے ہیں کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہاں لغوی معنی کے لحاظ سے بدعتِ حسنہ ہوسکتی ہے جیسے حضرتِ عمرؓ نے تراویح کو کہا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ۔ یعنی یہ اچھی بدعت ہے حالانکہ رسولِ اکرم صلعم نے تین دن پڑھائی تھیں تو پھر بدعت نہ ہوئیں لیکن مدّت تک چونکہ بند رہیں اور حضرت عمرؓ نے ان کو نئے سرے سے جاری کیا تو اس لحاظ سے آپ نے لغوی معنوں پر نظر کرتے ہوئے ان کو بدعت کہا اور یہی اس حدیث کے معنی ہیں جو مشکوٰۃ شریف باب العلم کے حوالہ سے مولوی محمد شریف نے اس رسالہ میں ذکر کی ہے کہ :۔

مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا (الحدیث)

یعنی جو اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اُس کے لئے اس کا اجر ہے ۔ اور جو اس پر عمل کریں ان کا بھی اجر ہے بغیر اس کے کہ ان کا اجر کم ہو۔

یعنی جو طریقہ شرع میں ثابت ہو اس کو نئے سرے سے جاری کرے تو اس پر اجر ہے۔ اس کی زیادہ وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے ۔

عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْیٰی سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ قَدْ اُمِیْتَتْ بَعْدِیْ فَاِنَّ لَہٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ غَیْرِ اَنْ یَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَۃً ضَلَالَۃٍ لَا یَرْضَاھَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ کَانَ عَلَیْہِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ عَمِلَ بِھَا لَا یَنْقُصُ ذٰلِکَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئًا۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ عَنْ کَثِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ۔ مشکوٰۃ۔ بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ ص ۳۰)

ترجمہ، حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میری سنت سے کوئی سنت جو میرے بعد مردہ ہو گئی ہو زندہ کرے اس کے لئے ان لوگوں کے اجروں کی مثل ہے جو اس پر عمل کریں بغیر اس کے کہ انکے اجروں سے کچھ کمی کرے۔ اور جو شخص گمراہی کی بدعت جاری کرے (جس کا شرع میں ثبوت نہ ہو) جس کو خدا اور اس کا رسول پسند نہیں کرتے، ہوگا اس پر گناہ مثل گناہوں ان لوگوں کے

جو اس پر عمل کریں ساتھ اس کے۔ نہیں کم کریگا یہ ان سے کے گناہوں سے کچھ۔ اس کو ترمذیؒ نے روایت کیا اور ابن ماجہؒ نے کثیر بن عبداللہ بن عمروؓ کے بیان سے بیان کیا۔ کثیرؒ نے اپنے باپ سے سُنا۔ باپ نے کثیرؒ کے دادا (عوف) سے سُنا

اس حدیث میں صراحت ہے کہ جو کوئی مردہ سنّت کو زندہ کرے جس کا شرع میں وجود تھا اس کے لئے اجر ہے اور اسکے مقابلہ میں بدعت ضلالت وہ ہوگی جس کو خدا و رسُول پسند نہیں کرتے جس کا شرع میں وجُود ہی نہ ہو وہ حسنہ ہو ہی نہیں سکتی ہاں جس کا شرع میں وجُود ہو اور وہ مُردہ ہو چکی ہو۔ اس کو نئے سرے سے زندہ کرے وہ لغتہً حسنہ ہوسکتی ہے جیسے تراویح کی مثال دی گئی ہے اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ پندرہ پر لکھا ہے کہ ختم گیارہویں میں کوئی بُری چیز نہیں۔

جواب

جب یہ بدعت ہُوئی تو خود ہی بُری ہوگئی۔ کیونکہ حدیث میں ہے کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ "یعنی ہر بدعت گمراہی ہے"

پھر اس رسالہ کے صفحہ ۱۶ پر احیاء العلوم مصنفہ امام غزالی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:۔

اَنَّ الْاَفْرَادَ الْمُبَاحَاتِ اِذَا اجْتَمَعَتْ كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْمُوْعُ مُبَاحًا۔

"یعنی جب کئی مباح چیزیں اکٹھی ہو جاویں تو مجموعہ بھی مباح ہی ہوگا۔"

جواب

مولوی محمد شریف بیچارے کو معلوم نہیں کہ مباح اور چیز ہے اور مستحب اور چیز ہے۔ مستحب وہ چیز ہے جس پر ثواب ملے۔ اور مباح وہ چیز ہے جس پر نہ ثواب ہے نہ عذاب۔ گیارہویں مستحب بلکہ ضروری سمجھ کر کی جاتی ہے اس لئے یہ بدعت ہے جو حرام ہے اور اگر چاول، پلاؤ، گوشت، روٹی، قورمہ، فرنی وغیرہ اکٹھے کر کے کھا لئے جائیں تو جیسے اکیلے اکیلے جائز اور مباح ہیں۔ ایسے ہی مجموعہ بھی جائز اور مباح ہے۔ مولوی محمد شریف کو آتا تو کچھ بھی نہیں خواہ مخواہ ایک بڑے مسئلے کا ثبوت دینے بیٹھ گئے۔ ہاں اتفاقیہ کئی مستحبات اکٹھے ہو جائیں۔ مثلاً ایک وقت میں نفل بھی پڑھ لے مسکین کو کھانا کھلا دے۔ بیمار پرسی بھی کر لے وغیرہ وغیرہ اس کو کوئی منع نہیں کرتا مگر جب اس مجموعہ کو مسئلہ بنا لیا جائے۔ اور اکٹھا کرنے کو مسنون کی طرح بنا کر ترغیب دی جائے تو یہ دین میں

بدعت ہے چنانچہ کتاب دارمی جلد اول ص۶۸ پر حدیث ہے۔

اَخْبَرَنَا الْحَکَمُ ابْنُ الْمُبَارَکِ اَنَا عُمَرُ بْنُ یَحْیٰی قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنَّا نَجْلِسُ عَلٰی بَابِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَاِذَا خَرَجَ مَشَیْنَا مَعَهٗ اِلَی الْمَسْجِدِ فَجَاءَنَا اَبُوْمُوْسٰی الْاَشْعَرِیُّ فَقَالَ اَخَرَجَ اِلَیْکُمْ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ بَعْدُ قُلْنَا لَا فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰی خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا اِلَیْهِ جَمِیْعًا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰی یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنِّیْ رَاَیْتُ فِی الْمَسْجِدِ اٰنِفًا اَمْرًا اَنْکَرْتُهٗ وَلَمْ اَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اِلَّا خَیْرًا قَالَ فَمَا هُوَ فَقَالَ اِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ قَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوْسًا یَنْتَظِرُوْنَ الصَّلٰوةَ فِیْ کُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ وَفِیْ اَیْدِیْهِمْ حَصًی فَیَقُوْلُ کَبِّرُوْا مِائَةً فَیُکَبِّرُوْنَ مِائَةً فَیَقُوْلُ هَلِّلُوْا مِائَةً فَیُهَلِّلُوْنَ مِائَةً

یَقُوْلُ

سَبِّحُوْا مِائَةً فَيُسَبِّحُوْنَ مِائَةً قَالَ فَمَا
ذَا قُلْتَ لَهُمْ قَالَ مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا اِنْ
انْتِظَارَ رَاْيِكَ اَوِانْتِظَارَ اَمْرِكَ قَالَ اَفَلَا
اَمَرْتَهُمْ اَنْ يَّعُدُّوْا سَيِّاٰتِهِمْ وَضَمِنْتُ
لَهُمْ اَنْ لَّا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ
مَضٰى وَمَضَيْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتٰى حَلَقَةً مِّنْ
تِلْكَ الْحَلَقِ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ مَا هٰذَا
الَّذِیْ اَرٰىكُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ
حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّسْبِيْحَ
قَالَ نَعُدُّوْا سَيِّاٰتِكُمْ فَاَنَا ضَامِنٌ اَنْ
لَّا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ وَيْحَكُمْ يَا
اُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا اَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ هٰؤُلَاءِ
صِحَابَةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُتَوَافِرُوْنَ وَهٰذِهٖ ثِيَابُهٗ لَمْ تَبْلَ وَ
اٰنِيَتُهٗ لَمْ تُكْسَرْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّكُمْ
عَلٰى مِلَّةٍ هِیَ اَهْدٰی مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ
اَوْ مُفْتَتِحُوْا بَابِ ضَلَالَةٍ قَالُوْا وَاللّٰهِ يَا

اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَرَدْنَا اِلَّا الْخَیْرَ قَالَ وَ کَمْ مِّنْ مُّرِیْدٍ لِّلْخَیْرِ لَنْ یُّصِیْبَهٗ - اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ قَوْمًا یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ وَ اَیْمُ اللّٰهِ مَا اَدْرِیْ لَعَلَّ اَکْثَرَهُمْ مِنْکُمْ ثُمَّ تَوَلّٰی عَنْهُمْ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلِمَه رَاَیْتُ عَامَّةَ اُولٰئِكَ یُطَاعِنُوْنَا یَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ (سنن دارمی جلد اول ص۶۸)

ترجمہ۔ عمر بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ ہم صبح کی نماز سے پہلے عبداللہ بن مسعودؓ کے دروازے پر بیٹھتے۔ جب وہ اندر سے نکلتے تو ان کے ساتھ مسجد کو جاتے۔ ہمارے پاس ابوموسیٰ اشعری آئے کہا کیا ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعودؓ کی کنیت ہے) ابھی تک نہیں نکلے؟ ہم نے کہا نہیں۔ ابوموسیٰ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب عبداللہ بن مسعودؓ نکلے تو ہم سب ان کی طرف ان کے ساتھ جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضؓ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن میں نے

مسجد میں ایک نئی چیز دیکھی ہے مگر الحمدللہ خیر ہی دیکھی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا وہ کیا ہے کہا اگر آپ زندہ رہے تو خود ہی دیکھ لیں گے۔ پھر ابوموسیٰ اشعری نے کہا۔ میں نے مسجد میں ایک قوم حلقے بنا کر بیٹھی دیکھی ہے وہ نماز کی انتظار کرتے ہیں۔ ہر حلقے کے درمیان ایک شخص ہے۔ ان کے ہاتھوں میں کنکر ہیں پس (درمیان والا) کہتا ہے سو دفعہ اللہ اکبر پڑھو۔ پس وہ سو دفعہ اللہ اکبر پڑھتے ہیں۔ پھر کہتا ہے سو دفعہ لاالٰہ الا اللہ پڑھو۔ پس وہ سو دفعہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ پھر کہتا ہے سو دفعہ سبحان اللہ پڑھو پس وہ سو دفعہ سبحان اللہ پڑھتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا تو نے انکو کیا کہا۔ کہا۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ آپ کی رائے یا حکم کا انتظار ہے۔ فرمایا تو نے ان کو یہ حکم کیوں نہ دیا کہ اپنی برائیاں گنیں (یعنی یہ ذکر نیکیاں نہیں بلکہ برائیاں گن رہے ہیں) اور میں ذمہ دار ہوں کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہ ہو گی (مطلب یہ ہے کہ بندہ تو ذمہ داری سے نہیں سکتا پس نیکیاں سب برباد گئیں) پھر عبداللہ بن مسعودؓ چلے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ان حلقوں سے

ایک حلقے پر آئے۔ ان پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا یہ کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمٰنؓ کنکروں کے ساتھ تکبیر تہلیل۔ تسبیح، شمار کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا اپنی برائیاں شمار کرو۔ تمہاری نیکیوں کا میں ذمہ دار ہوں کہ کوئی ضائع نہیں ہو گی۔ اے اُمت محمدؐ! تمہیں خرابی ہو۔ تمہارا ہلاک ہونا کس قدر جلدی ہے ابھی صحابہ کرام کثرت سے موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے۔ آپ کے برتن نہیں ٹوٹے (پھر طنزاً فرمایا) خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک تم جس دین پر ہو وہ دین محمدی سے زیادہ ہدایت والا ہے کیا گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو؟ انہوں نے کہا خدا کی قسم اے ابوعبدالرحمٰن! ہمارا صرف بھلائی کا ارادہ ہے فرمایا کتنے بھلائی کا ارادہ کرنے والے بھلائی کو ہرگز نہیں پہنچیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیث سنائی ہے کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی لیکن وہ اس کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا شاید ان لوگوں کے اکثر تم میں سے ہوں پھر وہ ان

سے پھر گئے (یعنی واپس ہو گئے) عمرو بن سلمہؓ فرماتے ہیں کہ اکثر ان لوگوں کے ہم نے دیکھے کہ خارجیوں کے ساتھ شامل ہو کر نہروان کے دن (جب کہ حضرت علیؓ کے ساتھ خارجیوں کی جنگ ہوئی) ہمارے ساتھ جنگ کرتے تھے۔"

اس حدیث پر غور کریں کہ اس میں کونسی چیز بری ہے انگلیوں پر ذکر کرنا حدیث میں اگرچہ بہتر آیا ہے مگر کنکر بھی فی نفسہ بری چیز نہیں۔ ابوہریرہؓ کنکروں پر ذکر کرتے تھے۔ جیسے منکوں کی تسبیح وغیرہ لیکن چھپا کر رکھے کیونکہ اس میں ریا کا دخل زیادہ ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم ایسا ہی کرتے تھے۔ اور مولانا سید نذیر حسین استاد الکل دہلویؒ بھی تسبیح استعمال کرتے تھے ملاحظہ ہو حیات بعد الممات باب وفات ص۱۴۱) اور نماز سے پہلے ذکر کرنا بھی کوئی بری چیز نہیں۔ ذکر ہر وقت صحیح ہے خواہ نماز سے پہلے کرے یا بعد اور ذکر کے لئے حلقے بھی کوئی بری چیز نہیں۔ رات دن درس و تدریس ہوتے ہیں۔ شاگرد استاد حلقے بنا کر بیٹھتے ہیں۔ اور تکبیر تہلیل اور تسبیح تینوں کا ذکر یکے بعد دیگرے بھی کوئی بری چیز نہیں بلکہ حدیثوں میں ساتھ الحمد للہ بھی آیا ہے۔ ہاں سو سو دفعہ کی گنتی نہیں آئی۔ سو کی تعداد اپنی طرف سے مقرر کرنا اور ان ساری

چیزوں کے مجموعہ کو ایک مسئلہ بنا لینا اور بلا ضرورت حلقہ بنا کر ایک آدمی کا درمیان بیٹھنا۔ کیونکہ درس و تدریس کے وقت تو ضرورت ہوتی ہے کہ سارے شاگرد ایک انداز پر استاد کے نزدیک ہوں۔ اپنے طور پر ذکر کرنے کے لئے نہ حلقہ کی ضرورت ہے نہ ایک کے درمیان بیٹھ کر کہنے کی ضرورت ہے۔ پس اس قسم کی باتوں کو جمع کر کے ایک خاص ہیئت کے ساتھ ذکر چونکہ شریعت میں ثابت نہیں تھا۔ اس بنا پر عبداللہ بن مسعودؓ نے ان پر گمراہی کا فتوٰے لگایا۔ اسی طرح اب بھی جو شخص اپنی طرف سے اس قسم کی باتیں دین میں داخل کرے گا۔ اور لوگوں کو اس کے کرنے کی ترغیب دے گا تو وہ بدعت اور حرام کا مرتکب ہو گا۔ خواہ وظائف اس قسم کے کرے یا عرس گیارہویں یا چہلم ساتہ وغیرہ کرے یہ سب بدعات اور گمراہی ہیں۔ دارمی کی اسی جلد کے صلـ ۶۹ پر عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ۔

اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ كُفِيْتُمْ

ترجمہ۔ پہلوں کی تابعداری کرو نئی بات بالکل نہ نکالو۔ کیونکہ تمہاری کفایت ہو چکی ہے۔ یعنی تمہیں نئی باتیں نکالنے کی ضرورت نہیں۔

کیا شریعت نے کسی قسم کی کمی چھوڑی ہے جو تم نئی نئی باتیں ایجاد کرتے ہو۔ پس تم اسی پر اکتفا کرو جو پہلے لوگوں نے کیا۔

بہر صورت دین میں کسی قسم کا دخل نہیں ۔ یہ خدا رسول کی چیز ہے جو اس میں دخل دیگا وہ بدعتی ہے جس پر لعنت آئی ہے۔ نہ اس کا نفل قبول ہے اور نہ فرض بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتے ۔ قرآن میں ہے ۔ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (سورۃ یوسف رکوع ۵) یعنی حکم صرف اللہ ہی کے لئے ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر شہد حرام کیا سورہ تحریم میں اللہ تعالٰے نے آپ کو ڈانٹا ۔

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ (الآیۃ)

"اے نبی تو کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جو اللہ تعالٰے نے تیرے لئے حلال کی" کیا تو بیویوں کی رضامندی چاہتا ہے ۔"

کیسی زبردست ڈانٹ ہے ۔ خدا جانے یہ لوگ کتنے دلیر ہیں کہ خدا کے دین میں مداخلت کرتے ہیں ۔ اور اللہ سے ذرا نہیں ڈرتے کہ جب رسول اللہ کو اللہ تعالٰے نے تنبیہ کردی تو ہمارا کیا حال ہوگا خدا تعالٰے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

اس کے بعد اس رسالہ میں صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے :۔

بعض کہہ دیتے ہیں۔ جی ہم گیارہویں احتیاطاً منع کر دیتے ہیں یہ (ایسا احتیاط) افترا علی اللہ ہے۔ ان کو شامی کی اس عبارت پر غور کرنا چاہیئے:

لَیْسَ الْاِحْتِیَاطُ فِی الْاِفْتِرَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰے بِاِثْبَاتِ الْحُرْمَۃِ وَالْکَرَاھَۃِ الَّذِیْنَ لَا بُدَّ لَھُمَا مِنْ دَلِیْلٍ بَلْ فِیْ قَوْلٍ بِالْاِبَاحَۃِ الَّتِیْ ھِیَ اَصْلٌ فِی الْاَشْیَاءِ وَقَدْ تَوَقَّفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّہٗ ھُوَ الْمُشَرِّعُ فِیْ تَحْرِیْمِ اُمِّ الْخَبَائِثِ حَتّٰی اُنْزِلَ عَلَیْہِ النَّصُّ الْقَطْعِیُّ۔

ترجمہ۔ احتیاط اس میں نہیں کہ کسی امر کو جس پر دلیل شرعی نہ ہو حرام یا مکروہ کہہ دیا جائے یہ تو اللہ تعالےٰ پر افتراء ہے بلکہ احتیاط اسی میں ہے کہ مباح کہا جائے کہ جو اشیاء میں اصل ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ آپ شارع ہیں۔ شراب ایسی چیز کو جو ام الخبائث یعنی تمام خباثتوں کی اصل ہے حرام فرمانے میں توقف فرمایا یہاں تک کہ حکم خدا آیا۔"

جواب

مولوی محمد شریف نے جن لوگوں کا یہ قول نقل کیا ہے ۔ وہ ناواقف لوگ ہیں ۔ گیارہویں قطعاً حرام ہے ۔ احتیاطاً منع کرنے کا کیا مطلب ہے ۔

ایصالِ ثواب

پھر اس رسالہ کے صفحہ سترہ پر ایصالِ ثواب کا ذکر کیا ہے ۔

جواب

ایصالِ ثواب کا مسئلہ متفقہ ہے ۔ ہاں بدعت کے طریق پر ایصالِ ثواب نہیں ہوتا بلکہ مسنون طریق پر ہوتا ہے ۔ جیسے عام طور پر دنیا صدقہ خیرات کرتی ہے ۔

پھر اسی صفحہ پر حضرت ابراہیمؓ صاحبزادے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی وفات کے تیسرے دن تیسرا کرنے کی روایت لکھی ہے اور حوالہ ملا علی قاری کے فتوی کا دیا ہے ۔

جواب

یہ بالکل جھوٹ اور بہتان ہے ۔ اگر ہمت ہے تو اس کا ثبوت

دو۔ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں کو دھوکہ دینا یہ اہلِ بدعت کا کام ہے۔ خدا اس سے بچائے۔

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ ۱۹ پر مشکوٰۃ شریف باب الفتن کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے کہ کون ہے جو مسجد عشاء میں چار رکعت نماز پڑھے اور کہے ھٰذِہٖ لِاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ "اس کا ثواب ابوہریرہ کے لئے ہے"

اسی طرح مشکوٰۃ باب فضل الصدقۃ کے حوالہ سے حضرت سعد رضؓ کی روایت لکھی ہے کہ ایک کنواں کھدوایا اور اس کا ثواب سعدؓ کی ماں کے لئے کر دیا۔

جواب

اس سے کوئی بھی منکر نہیں کہ کوئی کارِ خیر کر کے اس کا ثواب کسی کو پہنچا دیا جائے۔ ہاں بدنی عبادت میں جھگڑا ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ بدنی کا ثواب نہیں پہنچتا مالی کا پہنچتا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہیں بدنی و مالی دونوں کا پہنچتا ہے۔ امام مالکؒ سے دو روایتیں ہیں۔ ایک میں ہے کہ پہنچتا ہے اور ایک میں ہے کہ نہیں۔ بہرصورت مسنون طریقہ ہونا چاہیئے جس کا شریعت میں ثبوت ہو نہ کہ بدعت طریقہ اور اپنا ایجاد کیا ہوا۔

اس کے بعد اس رسالہ میں شاہ ولی اللہؒ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل الاولیاء" کے حوالہ سے ختم وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ ہم صفحہ ۹ میں بتلا چکے ہیں کہ شاہ ولی اللہؒ کے خاندان میں شروع میں بعض رسوم قبیحہ رائج تھیں جو آہستہ آہستہ مٹ گئیں۔

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر زبدۃ النصائح ص۱۳۲ کے حوالہ سے فاتحہ خوانی کا ذکر کیا ہے۔ اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حوالہ سے گیارہویں اور اس قسم کی اور بدعات کا ذکر کیا ہے۔

جواب

نہ کوئی قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کیا ہے اور نہ اجماع اور قیاس سے۔

تعیّن یوم

پھر اس رسالہ کے صفحہ ۲۱ پر دنوں کی تعیّن کے ثبوت کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ (سورہ ابراھیم علیہ السلام رکوع اول) یعنی اللہ کے دنوں کے ساتھ ان کو وعظ کرو کہ فلاں دن اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ انعام کیا۔

جواب

اس آیت کو گیارہویں۔ بیسویں۔ چہلم۔ ششماہی سے دُور کی نسبت بھی نہیں وہ تو اسی قسم کا وعظ ہے جیسے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ہمیں وعظ کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔

ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں۔ پھر ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔"

اس قسم کے وعظ قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں۔ دن مقرر کرنے کا کوئی نام ونشان نہیں نہ گیارھویں نہ بارھویں تیرھویں۔ کیا اس قسم کی آیتوں کو اتارنے کے لئے اللہ نے گیارہویں مقرر کی تھی؟ نہیں بلکہ حسب ضرورت اُترتی تھیں جس کو شانِ نزول کہتے ہیں۔ پھر ساری دنیا قرآن مجید پڑھتی ہے اور وعظ کرتی ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ہاں بریلویوں نے جو نیا طریقہ گیارھویں وغیرہ کا ایجاد کر رکھا ہے یہ بدعت اور حرام ہے۔

پھر اس رسالہ کے صفحہ ۲۲ پر کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۲۷ کے حوالہ سے عاشورہ کے دن (دسویں محرم) کا ذکر کیا ہے۔

اِنَّ عَاشُوْرَاءَ یَوْمٌ مِّنْ اَیَّامِ اللّٰہِ۔
یعنی عاشورا کا دن اللہ کے دنوں میں سے ہے
کیونکہ اس دن اللہ تعالےٰ نے (موسیٰ علیہ السلام کے لئے) دریا کو پھاڑا۔ اور اسی دن آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی دن نوح علیہ السّلام کی کشتی جُودی پہاڑ پر ٹھہری۔

جواب

حدیث شریف میں اس دن کا روزہ مسنون ہے۔ اس سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن یہ دن ہم نے خود مقرر نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مقرر کیا ہے پس اس پر کیا اعتراض؟ اسی طرح جو دن قرآن اور حدیث میں مقرر ہیں ان پر کسی کو اعتراض نہیں۔ ان پر عمل ہونا چاہیئے۔
پھر اس رسالہ کے اسی صفحہ پر لکھا ہے یہ تمام دن انبیاء کے انعامات کے ہیں۔ حتیٰ کہ پروردگار عالم نے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے یومِ ولادت اور یومِ وصال کی بھی تخصیص فرمائی ہے۔
جواب۔ یہ سفید جھوٹ ہے کسی آیت و حدیث میں نہیں آیا کہ

ان دنوں کو مناؤ۔ ان میں وعظ کرو یا کھانا کھلاؤ بلکہ قرآن و حدیث میں یہ بھی ذکر نہیں کہ یہ کون سے دن ہیں۔

اس کے بعد اس رسالہ میں لکھا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو کوئی ایسا عمل نہیں جو تقرر کے سوا ہوتا ہو۔ ہم مانعین گیارہویں شریف سے پوچھتے ہیں کہ جب احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والسّلام سے دن مقرر کر کے نماز استسقاء پڑھنا اور سفر کے دن مقرر کرنا اور دن مقرر کر کے اہلِ اسلام کی ضیافتیں کرنا اور مساکین و غرباء کو کھانا کھلانا، خاص ایّام میں سورتوں کا پڑھنا اور روزے رکھنا تمام باتیں باحسن وجوہ ثابت ہیں پھر دن مقرر کر کے گیارھویں شریف کی فی سبیل اللہ نیاز کو کس دلیل سے ناجائز کہتے ہو۔ ماسوا اس کے تمام فرائض اسلامیہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ دن اور وقت مقررہ پر ہی ادا کئے جاتے ہیں۔

جواب

جو دن یا اوقات وغیرہ خدا و رسول صلعم نے مقرر کئے ہیں وہ تو دین میں داخل ہیں اور ان پر عمل کرنا عین عبادت ہے۔ جیسے ابھی عاشورہ کا بیان ہوا ہے۔ ان کے علاوہ ہمارا اپنی طرف سے دن یا

وقت مقرر کرنا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انفرادی طور پر اپنی ضرورت کے تحت کوئی دن مقرر کر لیا جائے مثلاً کسی کو اتوار کے دن فرصت ہوتی ہے تو وہ اتوار اتوار درس دے یا کسی جگہ جلسہ یا تقریر کی ضرورت ہوتی ہے تو حسب موقع تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے تاکہ لوگ آسکیں۔ اسی طرح جب بارش کی نماز و دعا کے لئے باہر نکلتے ہیں تو ایک دن کا اعلان کر دیتے ہیں۔ خواہ کوئی دن ہو تاکہ لوگ جمع ہو سکیں۔ اور ہمیشہ کے لئے ایک دن ٹکا ہوا نہیں ہوتا ایسے ہی جب کسی کو ضیافت کی گنجائش ہوتی ہے تو جن لوگوں کی ضیافت کرتا ہے ان کو وقت بتلا دیتا ہے۔ اس قسم کا تقرر دین میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ حسب ضرورت ہوتا ہے۔ اس لئے سب کے لئے ایک دن نہیں ہوتا بلکہ کوئی اتوار مقرر کرتا ہے تو کوئی سوموار مقرر کر لیتا ہے۔ اگر کوئی جمعرات مقرر کرتا ہے تو کوئی جمعہ۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ جمعہ جمعہ امام کے آنے سے پہلے منبر کے پاس کھڑے ہو کر حدیثیں سناتے کیونکہ اس وقت لوگوں کا اجتماع[1] ہوتا جو جمعہ پڑھنے کے لئے آتے۔

---

[1] دیوبندی وغیرہ جمعہ کو پہلی اذان کے بعد اپنی زبان میں وعظ کرتے ہیں۔ پھر (باقی ص۳۶ پر)

اور مشکوٰۃ کتاب العلم فصل اول صفحہ ۲۳ میں ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضؓ

بقیہ حاشیہ صہ ۳۵

دوسری اذان کے بعد عربی زبان میں خطبہ پڑھتے ہیں کچھ مدت سے انہوں نے یہ بدعت جاری کر رکھی ہے پہلے عربی خطبہ کی جگہ اپنی زبان میں وعظ کرتے تھے اور پہلی اذان کے بعد کوئی وعظ نہیں تھا۔ اور اس بدعت پر استدلال حضرت ابوہریرہ کے اس فعل سے کرتے ہیں حالانکہ ابوہریرہؓ کے اس فعل سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ ابوہریرہ کا یہ فعل اتفاقیہ اور عارضی چیز ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ابوہریرہؓ کے پاس ذخیرۂ احادیث کا سب صحابہ کرامؓ سے زیادہ تھا سوا عبداللہ بن عمروؓ کے کیونکہ وہ لکھنا جانتے تھے اور ابوہریرہؓ کا دارومدار صرف حافظہ پر تھا ابوہریرہؓ اس اجتماع کو غنیمت سمجھ کر امام کے آنے سے پہلے منبر کے پاس اپنی احادیث سناتے تاکہ ضبط ہو جائیں (جیسے تراویح میں قرآن مجید سنانے سے پختہ ہو جاتا ہے) اور ضمناً لوگوں کو مسائل کا علم بھی ہو جائے اس لئے یہ نہیں کہا کہ وعظ کرتے بلکہ احادیث سنانے کا ذکر کیا ہے برخلاف اس وعظ کے جو پہلی اذان کے بعد ہوتا ہے یہ محض وعظ ہے اور مقصد اس سے یہ ہے کہ لوگ دوسری مسجدوں میں نہ چلے جائیں کیونکہ خطبہ ان کے ہاں غیر عربی میں درست نہیں اور لوگ عربی زبان سمجھتے نہیں اس لئے پہلے اپنی زبان میں وعظ کرتے ہیں پھر عربی خطبہ پڑھتے ہیں اور اس کی اتنی اہمیت ہو گئی ہے کہ تمام ملک میں یہ طریقہ رائج ہے

جمعرات جمعرات وعظ کرتے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں دوست رکھتا

بقیہ حاشیہ ۳۶

جیسے ایک مستقل مسئلہ شرعی ہوتا ہے برخلاف فعل حضرت ابی ہریرہؓ کے وہ اتفاقیہ چیز تھی نہ وہ مستقل وعظ تھا اور نہ ہی اس کا عام رواج تھا بلکہ اتفاقیہ اپنی ضرورت کے تحت ابو ہریرہؓ نے یہ فعل کیا۔ اس لئے نہ ابو ہریرہؓ ہمیشہ اس پر قائم رہے اور نہ صحابہ کرام میں یہ سلسلہ جاری ہوا۔ مسئلہ معمولی سے ہیر پھیر سے کچھ کا کچھ بن جاتا ہے مثلاً کھانا اس لئے کھائے کہ زندگی کھانے پینے کے لئے ہے تو یہ بڑا جرم ہے اور اگر اس لئے کھائے کہ حیات قائم رہے اور حیات خدا کی عبادت کے لئے ہے تو یہ خدا کی عین عبادت ہے۔ ایسا ہی فعل ابو ہریرہؓ اور وعظ مروجہ کو سمجھ لیں۔ شامی جلد اول صفحہ ۵۰۷ - ۵۲۴ میں صلوٰۃ رغائب کو جو معراج کے مہینہ (رجب) میں لوگ پڑھتے ہیں۔ بدعت لکھا ہے اور اس سے منع کیا ہے وجہ اس کی یہ لکھی ہے کہ لوگوں نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور عام رواج پڑ گیا ہے یہاں تک کہ جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسے کوئی واجب کام ہوتا ہے اور کتب حنفیہ میں لکھا ہے کہ وتر رمضان کے سوا جماعت سے نہ پڑھے جائیں کیونکہ ثابت نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ شے کی نوعیت بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے۔ ایسے فعل ابو ہریرہؓ کی وہ نوعیت نہیں (باقی ص ۳۸ پر)

ہوں کہ آپ ہر روز ہمیں وعظ کریں۔ فرمایا میں اچھا نہیں سمجھتا کہ

بقیہ حاشیہ صٓ۳۷

جو مروجہ وعظ کی ہے تو پھر اس سے استدلال کیونکر صحیح ہوگا۔

اس کے علاوہ فعل ابوہریرہؓ غیر امام کا فعل ہے جو وہ وقت خالی دیکھ کر بغیر منبر کے کرتا ہے برخلاف وعظ مروجہ کے یہاں دو وعظ عموماً ایک امام کے منبر پر ہوتے ہیں۔ ایک عربی میں اور ایک اپنی زبان میں پس اس کی پابندی اور اس کا التزام بدعت ہے اور طریقہ سلف کے بالکل خلاف ہے کیونکہ انہوں نے باوجود دیگر ممالک فتح ہونے کے ایسا نہیں کیا۔ حنفیہ خطبہ غیر عربی میں درست نہ ہونے کی بڑی دلیل یہی پیش کرتے ہیں کہ باوجود دیگر ممالک فتح ہونے کے اور باوجود ضرورت کے غیر عربی میں نہیں ہوا۔ اس لئے غیر عربی میں درست نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ انہوں نے باوجود ضرورت کے غیر عربی میں اس طرح سے دو وعظ کا سلسلہ جاری کیا؟ ایک عربی میں دوسری اذان کے بعد اور ایک غیر عربی میں پہلی اذان کے بعد ذرا سوچنا چاہیئے اور اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی نہیں مارنی چاہیئے۔ پھر یہاں ایک اور بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ کتب حنفیہ (ہدایہ وغیرہ) میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ اذا نودی للصلوٰۃ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ کا تعلق پہلی اذان سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان (باقی صٓ۳۹ پر)

تمہارا جی اکتاؤں دکیونکہ جلدی جلدی وعظ سے انسان کا جی اکتا جاتا ہے میں تمہاری اس طرح نگرانی کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جی اکتانے کے ڈر سے ہماری نگرانی کرتے تھے۔

غرض حالات کے تحت جیسا موقعہ ہوتا ہے ویسے کر لیا جاتا ہے ہمیشہ کے لئے کوئی ٹکا ہوا دن نہیں ہوتا نہ ہمیشہ کوئی ایک

بقیہ حاشیہ ص۳۸

جب جمعہ کے دن اذان ہو جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔ اس سے پہلی اذان مراد ہے۔ پس پہلی اذان ہوتے ہی اپنا کاروبار چھوڑ کر اللہ کے ذکر کے لئے فوراً جانا چاہیئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر حضرت عثمان کی خلافت تک اس آیت کا تعلق خطبہ والی اذان سے تھا جو اب دوسری اذان کہلاتی ہے کیونکہ پہلے ایک ہی اذان تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے ایک اور بڑھا دی جس کو اب پہلی کہتے ہیں تو جیسے یہ آیت پہلی اذان کے ساتھ لگ گئی ایسے ہی اس آیت میں جس ذکر کی طرف دوڑنے کا حکم ہے وہ پہلا وعظ بن گیا برخلاف فعل ابوہریرہؓ کے وہ اس آیت کے تحت آتا ہی نہیں تو پھر اس پر اس وعظ کو کس طرح قیاس کر سکتے ہیں اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو سمجھ دے بات سوچ کر نہیں کرتے ؎

جو کہنا ہے سوکہہ لیکن سمجھ کر مرد لغمانی ÷ سمجھ ہے خاص آدم پر بڑا انعام رحمانی

مہینہ مقرر ہوتا ہے نہ ہمیشہ مہینہ کی کوئی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی دن ٹکالیا جائے۔ جیسے ہر ماہ کی گیارہویں یا میّت کا دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ اور سب دنیا کو اس کی ترغیب دی جائے کہ یہ دن مناؤ۔ اور اس میں فلاں فلاں کام کرو۔ جیسے ایک شرعی مسئلہ ہوتا ہے اور اس کو کارِ خیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اس پر ثواب کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ یہ قسم بدعت اور حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ باب الاعتصام فصل اول ص۲۷)

یعنی جو ہمارے دین میں نیا کام پیدا کرے جو اس میں نہیں وہ مردود ہے۔

ہاں کوئی اپنے پیر صاحب یا اپنے کسی بزرگ کی طرف سے قربانی کرے یا حج وعمرہ کرے یا بغیر مقرر دن کے یا تاریخ کے کسی مسکین کو کھانا کھلا دے یا کسی طالب علم کو کتاب لے دے یا کپڑا بنا دے یا کسی غریب کا قرض اتار دے یا کسی بیوہ عورت یا یتیم بچے کے ساتھ نیک سلوک کر دے یا صدقہ جاریہ کر دے مسجد یا سرائے بنا دے۔ یا رفاہِ عامہ کے لئے کنواں کھدوا دے

اور نیت کر لے کہ اس کا ثواب فلاں بزرگ یا فلاں میت کو پہنچے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ یہ شریعت میں ثابت ہے۔ برخلاف اس کے کہ اپنی طرف سے دن مقرر کرنا یا کھانا معین کرنا کہ کھیر ہی ہو یا حلوہ ہی ہو یا فلاں چیز ہو۔ اس قسم کے تعیّنات بدعت ہیں بلکہ جس قسم کی کسی کی ضرورت ہو اس کا لحاظ رکھے۔ بھوکے کو کھانا دے۔ ننگے کو کپڑا پہنائے۔ قرض والے کا قرضہ اتار دے وغیرہ وغیرہ۔ اپنی طرف سے ایک بندھن یہ دین میں مداخلت ہے اور بدعت ہے۔ جو حرام ہے۔

بعض لوگ عید کی سیویاں پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اعتراض کرنے والے عید کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ عید کا دن اللہ تعالےٰ کی طرف سے ضیافت کا دن مقرر ہے اسی لئے اس دن روزہ رکھنا منع ہے۔ گیارہویں بارہویں وغیرہ اللہ کی طرف سے کوئی ضیافت کا دن نہیں۔ اور جب عید کا دن اللہ کی طرف سے ضیافت کا ہوا تو اس دن گھر والے جو اپنی حسب خواہش پکائیں گے خواہ سوّیاں ہوں یا چاول یا فرنی یا حلوہ گوشت پلاؤ وغیرہ ہوں یہ سب اللہ کی طرف سے گھر

والوں کی ضیافت ہو گی۔ اور جب اللہ کی طرف سے ضیافت ہوئی تو یہ بندہ کی طرف سے صدقہ خیرات کی قسم سے نہ ہوا۔ جو ثواب کے لئے کرتا ہے پس عید پر اپنے مقررہ دنوں کو قیاس کرنا عید کی حقیقت سے ناواقفی ہے۔ اللہ تعالےٰ سمجھ دے اور گمراہی سے بچائے۔ آمین۔

تنبیہ

مولوی محمد شریف بعض دفعہ اپنی تردید آپ ہی کر جاتے ہیں مگر ان کو پتہ نہیں لگتا مذکورہ بالا عبارت میں خاص ایام میں سورتوں کا پڑھنا ذکر کیا ہے حالانکہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ سورتوں کی تخصیص نہیں کرنی چاہیئے جیسے جمعہ کی صبح کی نماز میں سورہ سجدہ اور سورۃ دہر ہی پڑھنا اور جمعہ کی نماز میں سورۃ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ یا سورۃ جمعہ اور سورہ منافقون کی تخصیص کرنا یہ منع [ل] ہے۔ مولوی محمد شریف بتائیں کہ اس میں کوئی بُرائی نہیں تو آپ کے نزدیک یہ بدعت حسنہ ہوئی پھر فقہا نے اس کو منع کیوں کیا؟

[ل] احادیث میں سورتوں کی تخصیص آئی ہے شاید فقہا کو وہ احادیث نہیں پہنچیں یا کوئی اور وجہ ہو گی۔ خدا سنت پر چلائے اور اسی پر خاتمہ کرے۔ ۱۲ مین ۱۲

اس کے علاوہ اور سنئے۔ امام حموی الاشباہ والنظائر کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَخُصُّوْا لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ بِقِیَامٍ مِّنْ بَیْنِ اللَّیَالِیْ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ فَاِذَا نُہِیَ مِنْ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ فَغَیْرُھَا بِالْمَنْعِ اَوْلٰی لِاَنَّ التَّخْصِیْصَ بِدْعَۃٌ (اھ ص۳۸۵)

ترجمہ:۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی رات کو عبادت کے لئے خاص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب لیلۃ الجمعہ کی تخصیص شرعاً درست نہیں تو کسی اور دن کی تخصیص کیسے درست ہوگی کیونکہ تخصیص کرنا بدعت ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ دین میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہے بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ پس اسی طرح گیارہویں بارہویں کو سمجھ لیں۔ امید ہے کہ اب مولوی محمد شریف صاحب گیارہویں کا نام نہیں لیں گے۔ خدا توفیق بخشے اور ہدایت کرے۔ آمین۔

پھر اس رسالہ کے صفحہ ۲۳ پر بخاری شریف کے حوالہ سے حضرت سہلؓ کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ سہل کہتے ہیں۔ کہ

ایک عورت ہر جمعہ کو چقندر اور جو کے آٹے سے ہماری ضیافت کیا کرتی تھی۔

جواب

یہ ضیافت اس قسم کی ہے جیسے دعوت کرنے والے دعوت کے لئے ایک دن مقرر کر دیتے ہیں کیونکہ جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے کے لئے لوگ آتے تھے جن میں غریب غرباء بھی ہوتے وہ عورت ان کی دعوت کر دیتی تاکہ بھوکے نہ جائیں۔ نہ کہ یہ دن شرع میں مقرر ہے اگر شرع میں مقرر ہوتا تو اور بھی اسی پر عمل کرتے۔ اس لئے یہ اسی عورت پر ختم ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی شرعی چیز نہیں۔

اس کے بعد اسی رسالہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ گیارہویں وغیرہ کا دن مقرر کرنے میں ذرا خیال رہتا ہے کہ فلاں وقت یہ کام کرنا ہے ویسے خیال نہیں آتا۔

جواب

اس کا یہ ہے کہ اسی کا نام تو بدعت ہے۔ مسلمان کا کام ہے کہ جب توفیق ہو اللہ کے رستے میں دے نہ کہ کسی دن کا

انتظار کرے جس کا خدا و رسول نے حکم نہیں دیا۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ چوبیس پر شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کے فتویٰ عزیزیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ عرس کا دن اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے لئے یادگار ہو گا۔

جواب

ایسی یادگاریں قائم کرنا جو شرع میں بدعت ہوں جائز نہیں ان بزرگوں کی کتابیں اور ان کے کارنامے ان کی یادگاریں ہیں۔ وہ پڑھیں اور ان پر عمل کریں۔ قوم عاد ایسی یادگاریں مناتی تھی تو ہود علیہ السلام نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ (کیا تم ہر ٹیلے پر نشان تعمیر کرتے ہو (یہ) عبث کام کرتے ہو) باقی رہا شاہ عبدالعزیز کا حوالہ۔ سو اس سے پہلے ہم صلا میں لکھ چکے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کے خاندان میں شروع میں کئی بدعات تھیں جو آخر مٹ گئیں۔ پس بار بار انکے حوالے دینا بے کار ہے۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۴ پر ایک حدیث لکھی ہے کہ:-

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا (الحدیث)

"یعنی اللہ کو وہ عمل پسند ہے جو ہمیشہ ہو"

جواب

اس حدیث سے مولوی محمد شریف نے اپنی ہی تردید کر دی کیونکہ جو عمل ہمیشہ ہو گا اس کے لئے دن مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہاں شرع نے دن مقرر کیا ہو تو وقت مقررہ پر ہونا چاہیئے۔

اس کے بعد اس رسالہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ صفحہ ۹۶ کے حوالہ سے بعض متاخرین کا قول ذکر ہے کہ جس دن بزرگ فوت ہوتے ہیں اُس دن زیادہ خیر و برکت کی اُمّید ہوتی ہے۔

جواب

متاخرین کا یہ قول بالکل من گھڑت ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

اس کے بعد صفحہ ۲۵ میں صاحب مجموعہ روایات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کسی بزرگ کی وفات کے دن ارواح آتے ہیں۔ سو اس دن کی ضیافت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

جواب:۔ یہ محض اپنی اٹکل ہے ارواح کے آنے کا شریعت

میں کوئی ثبوت نہیں نہ اس دن کی ضیافت کا ثبوت ہے۔ اور مجموعہ روایات اپنی من گھڑت روایتوں کا مجموعہ ہے۔

اس کے بعد اس رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں پھر شاہ عبدالعزیز کا قول ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کا ہر سال عرس کرتے تھے (بحوالہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح ص۱۰۲)

جواب

اس کا کئی دفعہ جواب ہو چکا ہے۔ ان کے خاندان میں شروع میں ایسی غلطیاں تھیں جو آخر ختم ہو گئیں۔

پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۷ میں امت کے اجماع کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ زبدۃ النصائح فی مسائل الذبائح ص۱۰۴ لکھا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ فاتحہ وغیرہ پر علماء کا اجماع ہے۔

جواب

ساری دنیا جانتی ہے کہ اجماع تو کیا شریعت میں اس کا نام ونشان تک نہیں چنانچہ تفصیل اوپر ہو چکی ہے۔

پھر اس رسالہ کے صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے کہ بعض لوگ گیارہویں کو غیراللہ کی نذر نیاز کہتے ہیں اور غیراللہ کی نذر نیاز حرام ہے چنانچہ

قرآن مجید میں ہے کہ "وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" مولوی محمد شریف اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام مراد ہے اور گیارہویں کو جو شاہ عبد القادر جیلانیؒ کی طرف نسبت کرتے ہیں تو یہ ایسا ہے جیسے کہتے ہیں تیری بھینس۔ اکبر کی بکری۔ مولوی صاحب کی بیوی۔ میرے کپڑے تو کیا سب حرام ہو گئے

جواب

اگر ایسا ہوتا تو جیسے بھینس بکری مالک کے کام آتی ہے اور بیوی سے مولوی صاحب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ایسے ہی گیارہویں پیر صاحب کھاتے حالانکہ گیارہویں مولوی محمد شریف وغیرہ کھا جاتے ہیں۔ تو پھر یہاں بھینس بکری بیوی وغیرہ کی مثال کیسے صحیح ہو گی؟

اس کے علاوہ مولوی محمد شریف نے دو طرح سے دھوکہ دیا ہے ایک یہ کہ آیت کو ذبح کے ساتھ خاص کیا حالانکہ سلف نے اسکے معنی عام بھی کئے ہیں (اور صحیح عام ہی ہیں کیونکہ قرآن میں ذبح کی کوئی قید نہیں) ملاحظہ ہو تفسیر کبیر وغیرہ۔ چنانچہ ہم نے اس بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہی وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہے۔

دوسرا دھوکہ یہ دیا ہے کہ اس کو تیری بھینس، تیری بکری پر قیاس کیا ہے حالانکہ گیارہویں کی حرمت کی وجہ اور ہے وہ یہ کہ تعیین کھانے

کے باوجود ثواب کی نیت سے کی جاتی ہے اور دن بھی اپنی طرف سے مقرر کیا ہے جس کا شرع میں کوئی ثبوت نہیں۔ اکبر کی بکری۔ تیری بھینس کے لئے نہ تو کوئی دن مقرر ہے اور نہ یہ ثواب کی نیت سے کیا جاتا ہے بلکہ گیارھویں کی حرمت کی ایک اور بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ عوام ڈرتے ہوئے گیارہویں دیتے ہیں کہ کہیں پیر ناراض ہوکر کوئی نقصان نہ پہنچائے یہ بہت بڑا شرک ہے اللہ اس سے بچائے۔ آمین ثم آمین

آخری فیصلہ

اس میں شبہ نہیں کہ جن کے نام کی گیارہویں دی جاتی ہے اگر وہ گیارہویں پر ناراض ہوں تو گیارہویں کار ثواب نہیں بلکہ وبالِ جان ہے یہ ایک ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے اِدھر اُدھر جانیکی ضرورت نہیں۔ علماء موحدین کو اللہ تعالےٰ جزاء خیر دے کہ انہوں نے ہر پہلو سے مسئلہ گیارہویں پر روشنی ڈالی۔ یہاں تک کہ گیارہویں والے پیر صاحب سے بھی اس بات کا ثبوت دیا کہ گیارہویں جائز نہیں اب بھی کوئی گیارہویں سے باز نہ آئے تو پھر اس کا معاملہ خدا کے سپرد۔ اللہ تعالےٰ اپنے رسول کو فرماتے ہیں اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ (پ ۲۰ ع ۹) یعنی

راے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہدایت نہیں کر سکتا جس کو دوست رکھے تو لیکن خدا جس کو چاہے ہدایت کرتا ہے۔"

اس بات کا ثبوت کہ گیارہویں والے پیر صاحب کے نزدیک گیارہویں جائز نہیں۔ اس کے لئے مولانا عبدالقدوس صاحب گڑگانوی (ناظم دارالحدیث محمدیہ کوٹ رادھا کشن لاہور) کا مضمون مندرجہ ذیل پڑھیئے اور اپنی تسلی کیجئے یہ مضمون جریدہ "تنظیم اہلحدیث"[1] میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس میں گیارہویں کے عدم جواز کے اور دلائل بھی ہیں لیکن اہم چیز اس میں قائلین گیارہویں کے لئے پیر صاحب کا ارشاد ہے۔

شاہ جیلانی اور گیارہویں

معزز ناظرین! حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے وہ مایہ ناز بزرگ ہیں کہ جن کی ذات اقدس سے امت محمدیہ کو کافی فیض پہنچا ہے ہم شاہ جیلانی اور تمام اولیاء اللہ کو اللہ تعالے کے نیک بندے اور بزرگ مانتے ہیں۔ ان کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی تنقیص

---

[1] ملاحظہ ہو جلد ۱۴ شمارہ ۱۲ - ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء۔

شان کرنے والے کو اللہ تعالےٰ کا دشمن سمجھتے ہیں لیکن اولیاء اللہ کی محبت کا صحیح معیار یہی ہے کہ کتاب و سنّت کی روشنی میں انکی اتباع کی جائے اور جن چیزوں سے ان بزرگوں نے منع کیا ہے ان سے باز رہا جائے اور اس کے علاوہ محبت کا کوئی معیار مقرر کرنا صحیح نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہت بڑے پیغمبر ہوئے ہیں مسلمان ان کو اللہ تعالےٰ کا مقدس رسول اور روح اللہ تسلیم کرتے ہیں مگر عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں اس قدر غلو کیا ہے کہ ان کو ابن اللہ بنا دیا۔ اب اگر کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) نہ کہے تو عیسائی اس پر اہانتِ مسیح علیہ السلام کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے رتبہ کو گھٹاتے ہیں۔ ہو بہو یہی حال غالی مسلمان حضرات کا ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے خود تراشیدہ عقیدہ کو نہ مانے تو اس پر اہانتِ اولیاء اللہ کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں۔

مجوّزین گیارہویں "گیارہویں" منانے کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کے وصال کا دن ہے اور یومِ وصال منانا جائز ہے۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی تائید قرآن و حدیث تعامل صحابہ اور آئمہ مجتہدین

سے نہیں ہوتی۔ اگر اسلام میں یومِ وصال منانے کی اجازت ہوتی تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم حضراتِ انبیاء کرام کے یوم وصال کی یادگار مناتے یا صحابہ کرام حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وصال کی یادگار مناتے مگر نہ آپ نے ایسا کیا اور نہ صحابہ کرام نے۔ اور نہ آئمہ اسلام ہی نے ایسی یادگار منانے کی اجازت دی ہے بلکہ خود شاہِ جیلانؒ نے یومِ وصال کی یادگار منانے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

لَوْجَازَ اَنْ يُّتَّخَذَ يَوْمَ مَوْتِهٖ يَوْمَ مُصِيْبَةٍ لَكَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ اَوْلٰى بِذٰلِكَ اِذْقَبَضَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ نَبِيَّهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ قُبِضَ فِيْهِ ثُمَّ لَوْجَازَ اَنْ يُّتَّخَذَ هٰذَا الْيَوْمُ مُصِيْبَةً لَاَتَّخَذَهُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُوْنَ لِاَنَّهُمْ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنَّا وَاَخَصُّ بِهٖ (غنية الطالبين)

"اگر امام حسینؓ کے یومِ شہادت کو رنج و غم کا دن منانا جائز ہوتا تو یہ بہت ہی مناسب تھا کہ پیر کے دن کو بہت ہی رنج و غم کا دن مقرر کیا جاتا کیونکہ اس دن میں حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے وصال فرمایا ہے۔ مگر نہ یہ جائز ہے نہ وہ۔ اور اگر یہ چیز جائز ہوتی تو صحابہ کرام اور تابعین عظام پیر کے دن کو رنج وغم کا دن مقرر کر لیتے کیونکہ سب سے زیادہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اور آپ کے ساتھ خصوصی تعلق رکھنے والے یہی بزرگ تھے۔

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خود پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کسی کے وفات کے دن کو یادگار منانا ناجائز قرار دیتے ہیں پیر صاحب کے اس فرمان سے آپ کا یوم وصال، گیارہویں منانا بھی ناجائز ہو گیا۔

شاہ جیلانیؒ کی تاریخ وفات

آپ کی تاریخ وفات میں مؤرخین نے بہت ہی اختلاف کیا ہے۔ کوئی ربیع الثانی کی آٹھ تاریخ بتاتا ہے کوئی نو۔ کوئی دس۔ کوئی گیارہ اور کوئی سترہ۔ پھر اس پر لطف یہ ہے کہ ہمارے یہاں پہ گیارہویں ہر مہینہ میں منائی جاتی ہے اور پھر اس میں بعض ایسے امور بھی انجام دیئے جاتے ہیں کہ جو اللہ تعالےٰ

کے لئے مخصوص ہیں۔ نذر و نیاز مالی عبادت ہے اور تمام عبادات کا مستحق صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ (متفق علیہ) تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں "

یاد رہے کہ گیارہویں کو پیر صاحب کی نیاز کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اور اگر بطور ایصال ثواب کی جائے تو اس میں تاریخ کی تعیین کی ضرورت نہیں۔ ایصالِ ثواب ہر فریق کے نزدیک مسلّم ہے۔

غالیوں کے دلائل اور ان کے جوابات

غالی حضرات نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں کے جواز میں کچھ دلائل بھی مہیا کئے ہیں جن میں انہوں نے طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیا ہے ان کو آپ کی آگاہی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (پ ۳۰)
"قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی"
بعض غالیوں نے اس آیت سے گیارہویں کی قسم مراد لی ہے۔

جواب

اس آیت کریمہ سے کسی بھی مفسّر نے گیارہویں مراد نہیں لی قرآنِ شریف کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا بہت بڑا گناہ ہے بلکہ تفسیر بالرائے کرنے والے کو رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہنّمی قرار دیا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْیِہٖ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

"جو شخص اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"

اپنے غلط نظریہ کی تقویت کے لئے اس آیت کریمہ کو غلط اور بے محل استعمال کرنا قرآن شریف کی کھلی دشمنی ہے۔ آج اللہ کی مقدس کتاب ایسے ہی لوگوں سے خطاب کر رہی ہے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

آیئے اس آیت کریمہ کی تفسیر خود حضرت نبی اکرم صلّی اللہ

علیہ وسلم کی زبانی سُنیئے ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

عَشَر سے مراد عیدالاضحیٰ کے دس دن ہیں ۔ اور وتر سے مُراد عرفہ کا دن اور شفع سے مُراد قربانی کا دن ہے (مسند احمد)

اور مولوی نعیم الدین صاحب بریلوی اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کا قول نقل فرماتے ہیں کہ :۔

"ان سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں کیونکہ یہ زمانہ اعمالِ حج میں مشغول ہونے کا ہے اور حدیث شریف میں اس عشرہ کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے ۔ اور جفت سے مراد خلق اور طاق سے مراد اللہ تعالیٰ ہے

(ملاحظہ ہو ترجمہ قرآن شریف مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

فہرست کتب مکتبہ تنظیم اہل حدیث

تصانیف محدث روپڑی رح

فتاویٰ اہلحدیث	۸۴—۰۰
کتاب المستطاب عربی	۲۵—۰۰
اہلحدیث کے امتیازی مسائل	۹—۰۰
رفع الیدین اور آمین	۷—۵۰
رد بدعات	۵—۲۵
وسیلہ بزرگان	۳—۰۰
عرس اور گیارھویں	۲—۲۵
حکومت اور علمائے ربانی	۳—۰۰

تصانیف ابن تیمیہ رح

کتاب الوسیلہ	۲۴—۰۰
تفسیر آیت کریمہ	۱۸—۰۰
تفسیر سورہ اخلاص	۱۲/۵۰
افادات ابن تیمیہ رح	۶—۰۰
توحید کیا ہے۔	۳—۰۰
شرک کیا ہے۔	۲—۵۰
مجذوب	۱—۵۰

تصانیف مولانا ثناء اللہ امرتسری رح

تفسیر ثنائی۔	۱۰۰—۰۰
قرآن مجید ثنائی۔	۶۵—۰۰
اہلحدیث کا مذہب۔	۳—۰۰
مقدس رسول	۳—۰۰
خلافت و رسالت	۱—۵۰
القرآن العظیم	۱—۵۰
اجتہاد و تقلید	۲—۰۰

تصانیف فیض عالم صدیقی

حقیقت مذہب شیعہ	۳۶—۰۰
اختلاف امت کا المیہ	۲۴—۰۰
سلطان ٹیپو شہید رح	۲۵—۰۰
صدیقہ کائنات	۲۵—۰۰
عزت رسول	۱۰—۰۰
سیدنا حسن بن علی	۸—۲۵
شہادت ذوالنورین رض	۹—۰۰